

چکے ہیں، وہ سب تو ان
پھولوں کی شکل میں
نمایاں نہیں ہو سکتے،
ان میں سے کچھ لویں
جلوہ گری پر آمادہ
ہو گئے ہیں۔

لالہ و گل کی رعنائی
اور دلربائی نے حساس
شاعر کے دل میں یہ
سلسلہ خیالات پیدا کر
دیا۔ کمال یہ ہے کہ
اس کی نظر لالہ و گل
کی رعنائی میں الجھتی نہیں
بلکہ معاً ان صورتوں
کی طرف منتقل ہو گئی
جو زمین میں جا چکی ہیں
اور ان میں سے سب
نہیں، کچھ لویں جمال
افروز ہوئیں۔

بعض اصحاب نے
اس شعر کا ماخذ حیات
کی ایک رباعی اور خسرو
کے ایک شعر کو قرار دیا

سب رقیبوں سے ہوں ناخوش، پر زناںِ مصر سے
ہے زلیخا خوش کہ مجھ ماہِ کنعاں ہو گئیں
جوئے خوں آنکھوں سے بہنے دو کہ ہے شامِ فراق
میں یہ سمجھوں گا کہ شمعیں دو فروزاں ہو گئیں
ان پر می زادوں سے لیں گے خلد میں ہم انتقام
قدرتِ حق سے یہی حواریں اگر واں ہو گئیں
نہیں اس کی ہے دماغ اس کا ہے راتیں اس کی ہیں
تیری زلفیں جس کے بازو پر پریشیاں ہو گئیں
میں چمن میں کیا گیا، گویا دبستاں کھل گیا
بلبلیں سن کر مرے نالے، غزل خواں ہو گئیں
وہ رنگا ہیں کیوں ہوئی جاتی ہیں یارب! دل کے پار،
جو مری کوتاہی قسمت سے، مژگاں ہو گئیں
بسکہ روکا میں نے اور سینے میں ابھریں پے پے
میری آہیں بخیہ چاکِ گریباں ہو گئیں
داں گیا بھی میں تو ان کی گالیوں کا کیا جواب
یاد تھیں جتنی دعائیں، صرف درباں ہو گئیں